بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فون نمبر ۴۹
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ
الفضل ربوہ
The Daily
ALFAZL
RABWAH
ایڈیٹر روشن دین تنویر
(جلسہ نمبر ۳۱۴)
یوم ۱۔ جمعہ
قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے
جلد ۵۹/۲۴ | ۱۴ شعبان ۱۳۹۰ ھ - ۱۶ اخاء ۱۳۴۹ ہش - ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء | نمبر ۲۳۷

155

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۵ اخاء۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لاہور میں ایک یوم قیام فرمانے کے بعد گزشتہ رات نو بجے بذریعہ موٹر کار بخیر و عافیت ربوہ واپس تشریف لے آئے۔

حضور ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ عام طبیعت تو بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے البتہ کسی قدر ضعف کی تکلیف ہے۔ احبابِ جماعت توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور کی حرمِ محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

مکرم ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد ریٹائرڈ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ محمود آباد اسٹیٹ میں شدید طور پر بیمار ہیں۔ احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم ماسٹر صاحب کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اساتذہ فزکس کی فوری ضرورت

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے شعبۂ فزکس میں دو ایم۔ ایس سی اساتذہ کی فوری ضرورت ہے۔ درخواستیں جلد از جلد پرنسپل کے نام پہنچ جانی چاہئیں۔ گریڈ ۲۴۰-۱۵-۴۶۵ ہوگا۔

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

اجتماع انصار اللہ

انصار اللہ کا مرکزی سالانہ اجتماع ۲۳، ۲۴، ۲۵ اخاء کو منعقد ہو رہا ہے احباب اس میں شمولیت کے لئے خود بھی تشریف لائیں اور اپنے دوستوں کو بھی ہمراہ لانے کی کوشش کریں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مقامِ اجتماع

امسال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع جلسہ گاہ کی بجائے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی جنوبی جانب باسکٹ بال گراؤنڈ سے متصل میدان میں منعقد ہو رہا ہے تمام خدام وقتِ مقررہ پر مقامِ اجتماع میں پہنچ جائیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کامل طور پر پاک ہونے کے لئے صرف معرفت ہی کافی نہیں ہے

اس کیلئے ایسی دعائیں بھی ضروری ہیں جو گریہ اور بکا اور صدق و صفا اور دردِ دل سے پُر ہوں

"یہ امید مت رکھو کہ کوئی اَور منصوبہ انسانی نفس کو پاک کر سکے جس طرح تاریکی کو صرف روشنی ہی دُور کرتی ہے اسی طرح گناہ کی تاریکی کا علاج فقط وہ تجلّیاتِ الٰہیہ قولی و فعلی ہیں جو مُعجزانہ رنگ میں پُرزور شعاعوں کے ساتھ خدا کی طرف سے کسی سعید دل پر نازل ہوتی ہیں اور اس کو دکھا دیتی ہیں کہ خدا ہے اور تمام شکوک کی غلاظت کو دُور کر دیتی ہیں اور تسلّی اور اطمینان بخشتی ہیں۔ پس اس طاقتِ بالا کی زبردست کشش سے وہ سعید آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے۔ اس کے سوا جس قدر اَور علاج پیش کئے جاتے ہیں سب فضول بناوٹ ہے۔ ہاں کامل طور پر پاک ہونے کے لئے صرف معرفت ہی کافی نہیں بلکہ اُسکے ساتھ پُر درد دعاؤں کا سلسلہ جاری رہنا بھی ضروری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ غنی بے نیاز ہے۔ اسکے فیوض کو اپنی طرف کھینچنے کیلئے ایسی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے جو گریہ اور بُکا اور صدق و صفا اور دردِ دل سے پُر ہوں۔ تم دیکھتے ہو کہ بچہ شیر خوار اگرچہ اپنی ماں کو خوب شناخت کرتا ہے اور اس سے محبت بھی رکھتا ہے اور ماں بھی اُس سے محبت رکھتی ہے مگر پھر بھی ماں کا دُودھ اُترنے کیلئے شیر خوار بچوں کا رونا بہت کچھ دخل رکھتا ہے۔ ایک طرف بچہ دردناک طور پر بھوک سے روتا ہے اور دوسری طرف اُس کے رونے کا ماں کے دل پر اثر پڑتا ہے اور دُودھ اُترتا ہے۔ پس اس طرح خدا تعالیٰ کے سامنے ہر ایک طالب کو اپنی گریہ وزاری سے اپنی روحانی بھوک پیاس کا ثبوت دینا چاہیئے تا وہ روحانی دُودھ اُترے اُسے سیراب کرے۔

غرض پاک وصاف ہونے کیلئے صرف معرفت کافی نہیں بلکہ بچوں کی طرح دردناک گریہ وزاری بھی ضروری ہے۔ اور نومید مت ہو اور یہ خیال مت کرو کہ ہمارا نفس گناہوں سے بہت آلودہ ہے۔ ہماری دعائیں کیا چیز ہیں اور کیا اثر رکھتی ہیں۔ کیونکہ انسانی نفس جو دراصل محبتِ الٰہی کیلئے پیدا کیا گیا ہے وہ اگرچہ گناہ کی آگ سے سخت مشتعل ہو جائے پھر بھی اس میں ایک ایسی قوت توبہ ہے کہ وہ اس آگ کو بُجھا سکتی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک پانی کو کیسا ہی آگ سے گرم کیا جائے مگر تاہم جب آگ پر اس کو ڈالا جائے تو وہ آگ کو بُجھا دے گا یہی ایک طریق ہے کہ جب سے خدا تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اسی طریق سے ان کے دل پاک وصاف ہوتے رہے ہیں یعنی بغیر اس کے جو زندہ خدا خود اپنی تجلّی قولی و فعلی سے اپنی ہستی اور اپنی طاقت اور اپنی خدائی ظاہر کرے اور اپنا رُعب چمکتا ہُوا دکھاوے اَور کسی طریق سے انسان گناہ سے پاک نہیں ہو سکتا۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۳ تا ۲۵)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

احادیث الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم

اطاعت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: عَلَیْکَ السَّمْعَ وَالطَّاعَۃَ فِیْ عُسْرِکَ وَیُسْرِکَ وَمَنْشَطِکَ وَمَکْرَھِکَ وَاَثَرَۃٍ عَلَیْکَ۔"

(مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ ص ۱۲۰/۲)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تنگدستی اور خوشحالی خوشی اور ناخوشی کی حالت میں نیز حق تلفی اور ترجیحی سلوک کے باوجود غرض ہر حالت میں تیرے لئے امام وقت کے حکم کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ، وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ۔"

(مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ ص ۲۰۰/۲)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جس نے حاکم وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جو حاکم وقت کا نافرمان ہے۔ وہ میرا نافرمان ہے۔

عہدہ کی طلب و خواہش ناپسندیدہ ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ سَمُرَۃَ: لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَۃَ فَاِنَّکَ اِنْ اُعْطِیْتَھَا عَنْ غَیْرِ مَسْاَلَۃٍ اُعِنْتَ عَلَیْھَا، وَاِنْ اُعْطِیْتَھَا عَنْ مَسْاَلَۃٍ وُکِلْتَ اِلَیْھَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَاَیْتَ غَیْرَھَا خَیْرًا مِنْھَا فَاْتِ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ وَکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِکَ۔"

(بخاری کتاب الاحکام باب عن سأل الامارۃ وکل الیھا ص ۱۰۵۸/۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عبدالرحمٰن تو امارت اور حکومت نہ مانگ اگر تجھے بغیر مانگے یہ عہدہ ملے تو اس ذمہ داری کے بارہ میں تیری مدد کی جائے گی۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائے گا۔ اور اگر تیرے مانگنے پر یہ عہدہ تجھے دیا گیا تو تُو اس کی گرفت میں ہو گا۔ تائید الٰہی سے محروم رہے گا اور جب تو قسم کھائے اور پھر اس قسم کے برعکس تجھے بہتر بات نظر آئے تو وہ بہتر بات کر اور اپنی قسم کو توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کرے۔

حکومت اور شوریٰ

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِالْاَمِیْرِ خَیْرًا جَعَلَ لَہٗ وَزِیْرَ صِدْقٍ اِنْ نَسِیَ ذَکَّرَہٗ وَاِنْ ذَکَرَ اَعَانَہٗ، وَاِذَا اَرَادَ بِہٖ غَیْرَ ذٰلِکَ جَعَلَ لَہٗ وَزِیْرَ سُوْءٍ اِنْ نَسِیَ لَمْ یُذَکِّرْہُ وَاِنْ ذَکَرَ لَمْ یُعِنْہُ"

(ابوداؤد کتاب الخراج باب فی اتخاذ الوزیر ص ۴۱/۲)

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جب کسی حاکم کی بہتری چاہتا ہے تو اسے سچا خیرخواہ وزیر اور مشیر عطا فرماتا ہے اگر وہ کوئی بات بھول جائے تو وہ وزیر اسے یاد دلاتا ہے اور اگر اسے یاد ہو تو اس کام میں اس کی مدد کرتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کی بہتری نہ چاہے تو اُسے بُرا مشیر نصیب کرتا ہے۔ اگر وہ کوئی بات بھول جائے تو اسے یاد نہیں کراتا اور اگر اسے یاد ہو تو اس میں اس کی صحیح مدد نہیں کرتا۔

اخلاقِ حسنہ

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا۔"

(مسلم کتاب الفضائل باب کان رسول اللہ احسن الناس خلقا ص ۲۵۳/۲)

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا۔ وَکَانَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا" (بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا ص ۸۹۱/۲)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو خود حد سے بڑھتے تھے اور نہ حد سے بڑھنا پسند کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے تم میں سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللّٰہ عَنْہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُھَا وَسَیِّئُھَا فَوَجَدْتُ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِھَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُ فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِھَا النُّخَاعَۃَ تَکُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ"

(مسلم باب النھی عن بصاق فی المسجد ص ۲۰۷/۱)

حضرت ابوذر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے اچھے اور بُرے اعمال میرے سامنے رکھے گئے تو میں نے ان کے اچھے اعمال میں راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کا عمل بھی پایا اور ان کے بُرے اعمال میں مسجد یا پبلک جگہ میں تھوکنے اور اس تھوک کو نہ چھپانے کا عمل بھی نظر آیا

۱۵۷

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کے قیام کی اصل غرض یہ ہے کہ دنیا میں توحیدِ الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم ہو

اس غرض کو پورا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے نفسوں میں توحیدِ الٰہی قائم کریں اور ہمارا ہر فعل اسوۂ رسول کے مطابق ہو

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم ہیں اس لئے معرفتِ الٰہی حاصل کرنے کیلئے آپ سے محبت اور آپ کی اطاعت ضروری ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ ماہ تبوک ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

(مرتبہ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری

بعثت کی اصل غرض

یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو اس غرض کے نتیجہ میں جس کے لئے آپ مبعوث ہوئے ہم پر چار ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اوّل یہ کہ ہم اپنے نفسوں میں اور اپنی زندگی میں اللہ تعالےٰ کی توحید قائم کریں۔ علمی لحاظ سے بھی (یعنی عرفان اور معرفت کے لحاظ سے) اور عملی لحاظ سے بھی۔ دوسری ذمہ داری ہم پر یہ عائد ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ سے دُوری کی راہوں کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت انہیں حاصل نہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا عرفان حاصل کرنے میں مدد دیں۔ ان کو تبلیغ کریں۔ اپنی زندگیوں کو کچھ اس طرح بنائیں کہ ہمیں دیکھ کر وہ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور جب وہ اس بات کے لئے تیار ہو جائیں تو ہم ان کے سامنے

اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت اور عرفان

اور وہ علم اور وہ حقائق پیش کریں جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں عطا کئے ہیں۔ اور ان کو اللہ تعالےٰ کے حُسن و احسان کے جلووں سے آشنا کریں۔ تیسری ذمہ داری ہم پر یہ عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے دلوں میں اپنی رُوح میں۔ اپنے ذہن میں اور اپنے عمل میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنے والے ہوں۔ اور چوتھی ذمہ داری ہم پر یہ عاید ہوتی ہے کہ ہم ساری دُنیا میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنے کے لئے انتہائی کوشش کریں اور اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ فرمایا کہ میری بعثت کی اصل غرض یہ ہے کہ توحیدِ باری تعالیٰ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عزت کو دُنیا میں قائم کروں تو آپ نے دوسرے الفاظ میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے ایک ایسی جماعت دی جائے گی جو توحیدِ حقیقی پر قائم ہو گی اور جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو جاننے اور پہچاننے والی ہو گی اور اس عزت کے لئے ساری ذلتیں قبول کرنے کے لئے تیار رہو گی۔

قرآن کریم فرماتا ہے:۔

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (المنافقون آیت ۹)

کہ حقیقی عزت کا سچا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

ساری عزتوں کا سرچشمہ

اسی کی ذات ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر اتم ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں وہ عزت حاصل کی کہ کسی ماں جائے نے نہ ایسی عزت حاصل کی اور نہ کبھی حاصل کر سکتا ہے۔ پس سب سے معزز خدا تعالےٰ کی نگاہ میں اس عالمین میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اور آپ کی ذات سب سے معزز اس لئے ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر اتم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق میں انسانوں کے لئے اور ان کی روحانی ارتقاء کے لئے اپنی جن صفات کے

جلوے دکھائے آپؐ نے ان صفات کو کامل طور پر اپنے اندر جذب کر لیا اور یہ کام کامل فنا کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ غرض آپؐ نے اللہ تعالیٰ میں ہو کر زندگی ڈھونڈنے کے لئے اور اس سے حیات پانے کے لئے اپنے اوپر ایک کامل فنا اور ایک کامل موت طاری کی۔ تب آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی اور ایک کامل زندگی عطا کی اور چونکہ فنا اور عبودیت کے اس ارفع مقام کو آپؐ کے سوا اور کسی نے نہیں پایا تھا اور اسی کے نتیجہ میں چونکہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر اتم تھے اسلئے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ معزز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور آپؐ کے فیوض کے نتیجہ میں، پھر مومنوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس عزت کو حاصل کیا جیسا کہ اس آیت میں جو مَیں نے ابھی پڑھی ہے اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ اصل عزت تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ پھر اس کا

منظر اتم ہونے کی حیثیت میں

اس کامل اور مکمل رسول کی ہے جو کامل اور مکمل شریعت لے کر آیا۔ جو تمام انبیاء کا فخر اور تمام مخلوقات کا شرف ہے۔ پھر اس رسول کے طفیل ان لوگوں کو عزت ملتی ہے جو اس پر ایمان لائے اور اس کی تعلیم پر عمل کرتے اور اس سے تعلقِ محبت کو جوڑتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے یہی فرمایا ہے کہ اگر تم میری نگاہ میں محبوب بننا چاہتے ہو تو تم میرے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کرو۔ تم اپنے مقام کے لحاظ سے جتنی جتنی اطاعت کی سیڑھیاں چڑھتے چلے جاؤ گے اسی قدر میری محبت تمہیں حاصل ہوتی چلی جائے گی۔ اگر تم میری نگاہ میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس پر ایمان لاؤ۔ اس کی کامل اطاعت کرو۔ اس کے مقام کو پہچانو اس عزتِ عظیمہ کا عرفان حاصل کرو جو اسے میری نگاہ میں حاصل ہے زندگی کے ہر شعبہ میں آپؐ کے ہر فعل کو ایک معزز فعل سمجھو اور اس کی اتباع میں اپنی نجات دیکھو تب تم میری نگاہ میں عزت پاؤ گے۔ لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ منافق اس بات کو سمجھتے نہیں۔ وہ بڑے بدقسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت کو عزت نہیں سمجھتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم جسے چاہیں معزز بنا دیں۔ ہم جسے چاہیں ذلیل کر دیں حالانکہ عزت کا سرچشمہ نفاق نہیں ہے، نہ عقلاً اور نہ شرعاً۔ عزت کا سرچشمہ تو اس خدائے پاک کی ذات ہے جو تمام عزتوں کا مالک ہے لیکن منافق جس کی نگاہ دنیا کے حجاب سے پرے نہیں جاتی دنیا میں الجھی رہتی ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ ہم مختلف قسم کا پروپیگنڈا کر کے یا مختلف قسم کی سازشیں کر کے یا منصوبے باندھ کر جس کو چاہیں گے عزت دیں گے اور جس کو چاہیں گے ذلیل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم جاہل ہو تم کو پتہ نہیں کہ عزت اس کو ملتی ہے جس کا تعلق عزت کے سرچشمہ سے ہوتا ہے۔ اگر تم اپنا تعلق عزت کے اس سرچشمہ سے قائم نہیں کرو گے۔ اگر تم اپنا

رشتۂ اطاعت اور رشتۂ محبت

اس سرچشمہ سے نہیں جوڑو گے، اگر تم اس انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور پیار اور اطاعت اور فرمانبرداری اور جاں نثاری کا تعلق قائم نہیں کرو گے جس کے طفیل اب ساری عزتیں تقسیم ہوں گی تو پھر تمہیں یا تمہارے منصوبہ کے نتیجہ میں کسی اور کو کوئی عزت نہیں مل سکیگی۔

توحید کے قیام کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا ہے دو ذمہ واریاں ہیں۔

(۱) اپنے نفسوں میں توحید کو قائم کرنا (۲) دنیا میں توحید کو قائم کرنا۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے تو بے شمار ہیں، وہ گنے نہیں جا سکتے۔ اس کی صفات بھی بے شمار ہیں لیکن جن صفات کو اس نے ہماری زندگی میں ظاہر کیا ہے ان میں سے چار اُمّہات الصفات کہلاتی ہیں یعنی اس کا رب ہونا، اس کا رحمٰن ہونا، اس کا رحیم ہونا اور اس کا مالک یوم الدین ہونا۔ اگر ہم ان چار صفات کو پوری طرح سمجھنے لگیں، اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے اور اس حقیقت کا اظہار ہم پہ ہو جائے کہ رب کے کیا معنی ہیں۔ رحمٰن کی صفت کے جلوے کس طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ رحیمیت اپنا ظہور کس طرح کرتی ہے اور مالک یوم الدین اپنے قادرانہ تصرف کو دنیا کے سامنے کس طرح پیش کرتا ہے تو دوسری صفات کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسلئے سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے ان چار اُمّہات الصفات کو بیان کیا اور ان کی طرف توجہ دلائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اللہ تعالیٰ کے اس منشاء کے مطابق ہم پر بڑا زور دیا کہ ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرو اور ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کا حکم اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ ہم

اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت

حاصل کریں کیونکہ اگر ہم ان اُمّہات الصفات کو جو تعداد میں چار ہیں خود نہ سمجھیں اور ہماری عقل میں ان کی کیفیت اور ان کی ماہیت (جس حد تک ہماری سمجھ ہے) نہ آئے تو ہم اس کے مطابق اپنی زندگی میں وہ صفات کیسے پیدا کر سکتے ہیں۔ صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے ان صفات کی معرفت کا حصول ضروری ہے ورنہ ہم اپنی زندگیوں میں ان صفات کے پیدا کرنے کی نتیجہ خیز اور ثمر آور کوشش نہیں کر سکتے۔

ربّ العٰلمین کے معنی بڑے وسیع ہیں

اس وقت میں اس صفت کے متعلق صرف ایک اصولی بات بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ رب العالمین کے معنی ہیں پیدا کرنے کے بعد تکمیل کا متکفل ہو جانا یعنی جو فطری مطلوب تھا اس کو پورا کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو کسی خاص غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔ انسان کو جس غرض کے لئے اس نے پیدا کیا ہے اور اس غرض کے حصول کے لئے اس کو جن قویٰ کے ساتھ پیدا کیا ہے ان قویٰ کے تدریجی ارتقاء کے بعد ان کو کمال تک پہنچانے کی ذمہ داری اس نے اپنے اوپر لی ہے۔ اس معنی میں وہ ربّ العالمین ہے۔

ذمہ داری اس معنی میں اس نے اپنے پر لی ہے کہ اس نے فرمایا کہ مَیں رحمٰن ہوں تمہاری تکمیل کیلئے اور جس غرض کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے اس کے حصول کیلئے جس چیز کی بھی ضرورت ہے وہ مَیں تمہیں دونگا۔ انسان کو اللہ کا بندہ بننے کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور حقیقی معنی میں ایک عبد ہونے کے لئے بعض جسمانی قوت یا روحانی طاقت و استعداد کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت اسے دی اور...

کی نشوونما کے لئے جن اسبابِ مادیہ کی ضرورت تھی وہ اسبابِ مادیہ پیدا کئے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے جلوے ہم پر ظاہر ہوئے۔ ہمارے لئے وہ جلوے اس وقت بھی ظاہر ہوئے کہ ابھی زمانہ کروڑوں سال بعد ہماری پیدائش کا منتظر تھا مگر خدائے علام الغیوب کو چونکہ ہمارا پتہ تھا کہ اس طرح ہم اس کی مشیت سے پیدا ہونے والے ہیں اس لئے کروڑوں اربوں سال پہلے جن چیزوں کی ہمیں اس وقت پیدائش کے بعد ضرورت تھی اور جن کی پیدائش پر کروڑوں اربوں سال گزر جانے تھے وہ کروڑوں اربوں سال پہلے پیدا کر دیں۔

رحمانیت کے جلووں میں

بڑا ہی حسن و احسان ہمیں نظر آتا ہے۔ ہر چیز جو ہمیں ملی۔ یہ زمین اور اس کا جو فاصلہ سورج اور چاند سے ہے پیدا کی۔ اور پھر زمین میں یہ قابلیت رکھی کہ وہ پانی کے بعد اس قسم کی غذا پیدا کرتی ہے کہ جو ہمارے جسم کو متوازن غذائیت (Nutrition) دے سکے۔ متوازن غذا دے سکے۔ اگر زمین میں مثلاً تیزاب جو ہماری غذا کا ایک حصہ ہے اتنا ہوتا جتنا اس وقت اس میں سٹارچ (Starch) یعنی نشاستہ ہے تو یہ غذا ہم کھا کر زندہ نہ رہ سکتے۔ غرض ہمارے جسموں کو جس متوازن طیب غذا کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے اس زمین میں وہ خصوصیات پیدا کیں کہ وہ ایک خادم کی حیثیت سے اس متوازن غذا کے ہمارے لئے سامان کرے۔

پھر رحیمیت ہے

رحیمیت کے معنی ہیں

کہ متضرعانہ دعاؤں اور اعمالِ صالحہ کو قبول کرتے ہوئے ان کا اچھا اور نیک بدلہ ہمیں دیتا ہے۔ ہماری متضرعانہ دعاؤں اور اعمالِ صالحہ میں بہت سے نقائص رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرتا ہے اور جو نقص رہ جاتا ہے اس کو دُور کر دیتا ہے تا عملِ صالح ضائع نہ ہو۔ غرض رحیمیت کے معنی میں پردہ پوشی کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور رحیمیت کے معنی میں یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ عملِ صالح کا نیک نتیجہ جس صورت میں نکل سکتا تھا عمل وہاں تک نہیں پہنچا اس میں کچھ نقص رہ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحیمیت اس نقص کو دُور کرتی ہے اور اس طرح چشم پوشی سے کام لے کر عملِ صالح کا وہ نتیجہ نکال دیتی ہے جو اس کا بہتر نتیجہ نکلنا چاہیئے تھا۔ غرض چشم پوشی کرنا اور نقص کو دُور کرنا تا تضیعِ اعمال نہ ہو۔ اعمالِ صالح ضائع نہ ہو جائیں۔ رحیمیت کا کام ہے۔ انسان اپنی انتہائی کوشش اور اپنی نہایت عاجزانہ دعاؤں کے باوجود اس بات پر یقین نہیں کر سکتا۔ اس بات پر تسلی نہیں پا سکتا کہ اس کے اعمال میں کوئی نقص نہیں رہ گیا۔ اگر خدا تعالیٰ کی رحیمیت کے جلووں میں اس نقص کو دُور کرنے اور چشم پوشی کے جلوے شامل نہ ہوتے تو ہمارے نیک اعمال کا نیک نتیجہ ہرگز نہ نکلتا۔ غرض اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کا نیک نتیجہ نکالتا ہے اور اس نیک نتیجہ کے نکالنے میں جس حد تک چشم پوشی کی ضرورت ہوتی ہے وہ چشم پوشی کرتا ہے۔ اور جس حد تک ہمارے اعمال کے نقائص کو دُور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ ان نقائص کو دُور کرتا ہے اور ہمارے اعمال اور ہماری دعاؤں کا نیک نتیجہ نکال دیتا ہے۔

پھر نیک نتیجہ

رحیمیت کے جلووں میں

صرف استحقاق پیدا کرتا ہے۔ جس طرح ایک طالب علم جب امتحان دیتا ہے تو اس کی کوششوں کا نیک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بی۔اے یا ایم۔اے پاس کر لیتا ہے۔ یہ ایک نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دعائیں کرنے والے اور محنت کرنے والے طلباء کی کوششوں کا نکالتا ہے۔ لیکن بی۔اے پاس کر لینا یا ایم۔اے پاس کر لینا جو نتیجہ ہے یہ پورا بدلہ نہیں ہے بلکہ اس نتیجہ سے بدلہ کا استحقاق پیدا ہوتا ہے یعنی بی۔اے پاس کرنے کے بعد جس قسم کی نوکری کسی کو مل سکتی ہے اس قسم کی نوکری اسے مل جانی چاہیئے۔ ایم۔اے پاس کرنے کے بعد جس قسم کی نوکری اسے مل سکتی ہے وہ نوکری اسے مل جانی چاہیئے۔ یہ نتیجہ ہے جو رحیمیت کے جلووں کے بعد کسی کے اعمال کا نکلتا ہے یعنی ایک استحقاق پیدا ہو جاتا ہے لیکن دُنیا میں استحقاق پیدا ہونے کے باوجود وہ بدلہ نہیں ملتا جس کا وہ استحقاق مطالبہ کر رہا ہوتا ہے۔ ہزاروں بی۔اے اور ایم۔اے مارے مارے پھر رہے ہیں اور انہیں کوئی پوچھتا نہیں۔ ابھی

کراچی کے قیام کے دوران

مجھے ایک احمدی دوست نے بتایا کہ میں سڑک پر جا رہا تھا کہ اچانک میری نظر سڑک پر کام کرنے والے مزدوروں پر پڑی۔ وہ مزدور اِدھر اُدھر سے مٹی اُٹھا کر سڑک پر ڈال رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک مزدور عام مزدوروں کی طرح کا نہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات پائی جاتی تھی کہ اس نے میری توجہ کو جذب کر لیا۔ یہ مزدور مجھے پڑھا لکھا معلوم ہوتا تھا۔ یہ ان کا تاثر تھا۔ بہرحال انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنی کار کھڑی کر لی اور اس مزدور کے پاس گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں بی۔اے پاس ہوں لیکن نوکری نہیں ملتی اسلئے میں نے سڑک کوٹنے یا سڑک پر مٹی ڈالنے کی مزدوری کر لی ہے۔ پس اگر دُنیا رحیمیت کے جلووں کے پرتو کے نیچے کسی طالب علم کو پاس کر دے (یعنی کوئی مثلاً بی۔اے پاس کر لے) تو کر دے لیکن ضروری نہیں کہ دُنیا مالکیت یوم الدین کا نتیجہ ظاہر کرنے کی طاقت بھی رکھتی ہو۔ خیر اللہ تعالیٰ نے اس احمدی افسر کے ذریعہ اپنی مالکیت کا جلوہ دکھانا تھا چنانچہ انہوں نے اس مزدور کو کہا کہ میں فلاں فیکٹری میں ہوں تم وہاں میرے پاس آ جانا میں تمہارے لئے کوئی نوکری تلاش کروں گا۔ چنانچہ وہ مزدور دوسرے دن ان کے پاس گیا انہوں نے اس کے لئے کوئی جگہ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ انہیں معلوم ہوا کہ اس وقت فیکٹری میں کوئی ایسی جگہ خالی نہیں جہاں کسی بی۔اے پاس کو لگایا جائے۔ اس لئے انہوں نے اس کو ایک ایسے مزدور کی جگہ دلوا دی جس کو فیکٹری

۱۰
دس روپے یومیہ

دیتی تھی۔ ممکن ہے کہ وہ باہر تین چار روپیہ لے رہا ہو اور اس طرح اُسے قریباً تین سو روپے ماہوار کی نوکری مل گئی۔

غرض اللہ تعالیٰ صرف رحیم نہیں یعنی یہ نہیں کہ جو شخص امتحان دے وہ صرف اس کا نتیجہ نکال دے اور اسے پاس کر دے بلکہ

وہ مالک یوم الدّین ہے۔

ویسے تو بندہ بڑا ہی عاجز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنی رحمت کے نتیجہ میں اس کی دعاؤں کو قبول کرتا اور اسکی کوششوں کو سراہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ایک استحقاق پیدا کر دیتا ہے یعنی وہ کہتا ہے تمہارا میں نے یہ حق قائم کر دیا ہے پھر وہ اس سے وہ حق چھینتا نہیں بلکہ جو حق رحیمیت کے جلوے سے قائم کر دیا تھا وہ حق اُسے دیتا ہے اس کے سامان پیدا کرتا ہے۔

ایک تو ہمیں یہ معرفت حاصل ہونی چاہیئے کہ سوائے اللہ کے کوئی ذات ایسی نہیں جو تربیت کی متکفل ہو، جو نشو و نما کو کمال تک پہنچانے کی ذمہ داری لیتی ہو۔ ماں باپ بھی یہ ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ کتنے ماں باپ ہیں جن کے بڑے ذہین بچے ہوتے ہیں لیکن وہ انکی تربیت نہیں کر سکتے دنیا کی کوئی مخلوق بھی یہ تربیت نہیں کر سکتی لیکن ہمیں انسان کی بات کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اشرف المخلوقات کے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ کوئی انسان اس معنی میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ربوبیت نہیں کر سکتا۔ انسان اگر یہ کہے کہ میں اپنے زور سے یہ کروں گا تو وہ نہیں کر سکتا۔ بہتوں نے دعوے کئے لیکن وہ اپنے دعوؤں کو سچا کر کے نہ دکھا سکے آپ

روس کے کمیونزم کو لے لیں

آپ سوشلسٹ ممالک کے سوشلزم کو لے لیں، آپ سرمایہ دارانہ حکومتوں کے دعاوی کو لے لیں کسی جگہ بھی آپ کو یہ نظر نہیں آئیگا کہ ہر شخص کی اس معنی میں ربوبیت ہوتی ہو، بعض کی وہ ربوبیت کرتے ہیں مثلاً فیورٹزم (Favouritism) ہے لیکن یہاں بعض کا سوال نہیں یہاں سوال یہ ہے کہ وہ ہر مخلوق کی تربیت کے متکفل ہوں اور ایسا وہ نہیں کرتے بلکہ انہوں نے تو مزدور کی تنخواہ اور ڈیلی ویجز (Daily wages) کے ساتھ ایسا قانون باندھ دیا ہے کہ کم ہی مزدور ہیں جن کے حقوق انہیں ملتے ہیں جنکی ربوبیت کے یہ لوگ متکفل کہلائے جا سکتے ہیں یعنی وہ کہتے تو ہیں کہ ہم تمہاری جسمانی اور روحانی استعدادوں کی نشو و نما کریں گے اور اس کیلئے تمام سامان مہیا کرنے کے ہم ذمہ دار ہیں لیکن وہ عملاً ایسا کر نہیں کر سکے۔ غرض ربوبیت کی صفت کے اندر جو یہ ذمہ واری ہے یہ کہیں نہیں پائی جاتی صرف خدا کے بندوں میں ہمیں یہ نظر آسکتی ہے اور جو دوسری ذمہ داری ہم پر ہے اسکے ماتحت ہمیں خدا کا بندہ بننا چاہیئے۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا چاہتے ہیں تو محض اسکی صفات کا عرفان کافی نہیں بلکہ اپنے اندر ان صفات کو پیدا کرنا بھی ضروری ہے ورنہ تو یہ ایک فلسفہ ہے جس کا حسن اور نہ احسان غیر کا دل موہ لینے کے قابل ہے جب تک وہ حسن اور احسان کا جذبہ ہمارے اندر پیدا نہ ہو اس وقت تک ہم دنیا میں توحید کو قائم نہیں کر سکتے۔

پس

ہر احمدی کا فرض ہے

کہ وہ ربوبیت کی صفت اپنے اندر پیدا کرے اور جس حد تک اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق اور طاقت عطا کی ہے وہ اپنے دائرہ میں پرورش کا متکفل ہو مثلاً اگر وہ خاندان کا بڑا فرد ہے تو وہ اپنی استعداد کے مطابق پرورش کا متکفل ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی استعداد سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا اور پھر جماعت کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے بھی وہ ربوبیت کی صفت اپنے اندر پیدا کرے۔ جماعت بحیثیت جماعت اپنے اندر ربوبیت کی صفت پیدا کرنے کے لئے اس لئے کوشش کرے کہ وہ سمجھے کہ دنیا میں ہم نے توحیدِ باری کو قائم کرنا ہے اور جب تک ہم اپنے نظام میں، اپنے کام میں اور اپنے عمل میں

ربوبیت کی صفت

پیدا نہیں کریں گے ہم دنیا میں توحید کو قائم نہیں کر سکتے۔ غرض جس وقت تک ہر فردِ جماعت بحیثیت ایک فردِ جماعت، جماعت کے کام میں اپنی ذمہ داری کو نہ نباہے اس وقت تک توحیدِ حقیقی دنیا میں قائم نہیں ہو سکتی۔

پس ہم پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم ربوبیت کی صفت انفرادی حیثیت میں بھی اور اجتماعی طور پر بھی اپنے اندر پیدا کریں۔

پھر رحمانیت کے جلوے ہیں۔ ہمارے پہلوں نے بڑی خوبصورتی اور بڑے حسن کے ساتھ ان جلووں کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کا واقعہ ہے

کہ آپ نے ایک بچّے کو روتے دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ کیوں روتا ہے۔ اس بچّے کی ماں نے بتایا کہ چونکہ دودھ پیتے بچّے کا راشن منظور نہیں کیا جاتا اس لئے میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے۔ اب بچہ گندم یا جَو وغیرہ نہیں کھا سکتا لیکن چونکہ دودھ چھڑانے کے نتیجہ میں اس کی جسمانی تربیت اور نشو و نما پر ایک بُرا اور گندہ اور مہلک اثر پڑتا ہے اور اس کا اثر پھر روحانی تربیت پر بھی پڑے گا اسلئے حضرت عمرؓ نے خدائے رحمان کی صفت کو اپنے نظام میں جاری فرمایا اور دودھ پیتے بچّوں کیلئے راشن مقرر کر دیا۔

ہم سینکڑوں نہیں ہزاروں مثالیں ایسی دے سکتے ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم ہر وقت چوکس اور بیدار رہتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے دنیا کو ان کی زندگی میں اور ان کے نظام میں نظر آئیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے حسن اور اس کے احسان سے دنیا متعارف ہو جائے اور اسکی طرف کھنچی چلی آئے اور غیر اللہ کے سارے رشتے اس کے نتیجہ میں کٹ جائیں اور صرف خدائے واحد و یگانہ کے ساتھ تعلقِ اطاعت اور تعلقِ عبودیت اور تعلقِ غلامی قائم ہو اور قائم رہے۔

یہ ذہنیت ہماری جماعت میں پیدا ہونی چاہیئے

اگر یہ ذہنیت ہماری جماعت میں پیدا نہ ہو اور اگر ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے جلوے دنیا کو نہ دکھا سکیں تو ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کو بھی دنیا میں قائم نہیں کر سکتے جس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور آپؑ نے فرمایا کہ اسکے علاوہ میری اور کوئی غرض نہیں کہ میں توحیدِ باری قائم کرنا چاہتا ہوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنا چاہتا ہوں۔ رحیمیت کے جلوے بھی (جیسا کہ میں نے کہا ہے) ہمیں دکھانے چاہئیں، مالکیت کے جلوے بھی ہمیں دکھانے چاہئیں۔ اگر آپ غور کریں تو آپ بھی میری طرح اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اگر ہم اپنی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کی ان چاروں اُمّہات الصفات کے جلوے دکھانے میں کامیاب ہو جائیں تبھی اور صرف اسی صورت میں ہم خدا تعالیٰ

کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام کے سلسلہ میں ہماری ایک ذمہ داری تو یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت حاصل کر کے اپنی زندگی میں ان صفات کو قائم کر دیں اور دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے اپنی زندگی میں دکھا کر دنیا کو اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کے جلوے دکھانے کے بعد اُس کی معرفت کے حصول کا ذریعہ بنیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید قائم ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وہ عزت عطا کی ہے کہ انسان کا تصوّر بھی اس عظیم عزت کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت

کو دنیا میں قائم کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ہم آپؐ کے ہر قول اور ہر فعل کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ آپؐ کے ہر قول کو اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی قرآن کریم کی تفسیر سمجھیں اور آپؐ کے ہر فعل کو ایسا حسین سمجھیں کہ اسکو اپنے لئے اُسوہ اور ایک قابلِ تقلید نمونہ سمجھیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کو آپؐ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اپنے لئے اُسوہ نہ سمجھیں اور اس کی بجائے کوئی اور نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں تو اس کا صاف مطلب ہے کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو نہ سمجھا اور نہ اُسے قائم کرنے کی کوشش کی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل کو جیسا کہ وہ حسین ہے اور احسان کرنیوالا ہے سمجھنے لگیں اور اپنی زندگی کیلئے اسے نمونہ بنائیں اور اس طرح پر دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنے کی کوشش کریں تو دنیا بڑی جلد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن و احسان

کی گرویدہ ہو جائیگی۔ کیونکہ اس وقت دنیا میں حقیقی معنی میں نہ کہیں حسن نظر آتا ہے اور نہ کہیں کوئی محسن نظر آتا ہے۔ حسینِ حقیقی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جسمانی اور دنیوی طور پر بھی اور روحانی اور اُخروی لحاظ سے بھی آپؐ ہی کی ذات محسنِ اعظم ہے اور آپؐ ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو انسان نے اس رنگ میں اور اس شان میں اور اس حسن میں اور اس احسان میں پہچانا اور اس سے تعلق رکھا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی ذات کے لحاظ سے بھی اور اپنی صفات کے لحاظ سے بھی بے مثل و مانند ہے لیکن اسکے قریب تر اور اسکے مشابہ تر جو وجود پیدا ہوا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کہا میری صفات کے مظہرِ اتم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہرِ اتم ہیں اگر ہم آپؐ کی زندگی کے ہر پہلو کو اپنے لئے اُسوہ اور نمونہ سمجھیں اور بنائیں تو اپنی استعداد کے مطابق ہم بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہونگے اور ایک لحاظ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے کا موجب بنیں گے اور دوسرے لحاظ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو دنیا میں قائم کرنے کا وسیلہ بنیں گے۔

پس جماعت کو یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ دنیا میں توحید کو قائم کیا جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کیا جائے۔ یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لیکن اس چھوٹے سے فقرہ میں جیسا کہ مَیں نے ابھی مختصراً بیان کیا ہے ہم پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھ کر اپنے نفسوں میں انہیں پیدا کرنا (۲) ان صفات کا اپنے نفسوں میں جلوہ دکھا کر دنیا کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعارف کروا کر انہیں اس طرف لیکر آنا کہ وہ بھی اپنی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات پیدا کریں (۳) تیسری ذمہ داری ہم پر یہ عائد ہوتی ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو اپنے نفسوں میں قائم کرنیوالے ہوں یعنی ہمارے ہر قول اور ہر فعل سے یہ ثابت ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اب بنی نوع انسان کیلئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری عزتوں کا سرچشمہ ہیں اور ہر فیض کی کنجی آپؐ کو عطا کی گئی ہے۔

158

آپؐ کا وجود خدا نما ہے

اور اللہ تعالیٰ کو پانے کیلئے اس کی صفات کی معرفت حاصل کرنے اور اسکے قرب کو پا لینے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپؐ کی اطاعت ضروری ہے ہمیں چاہیئے کہ ہمارا ہر فعل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے مطابق ہو ورنہ دنیا یہ کہے گی کہ تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فلاں اسوہ کی پیروی نہ کر کے آپؐ کی عزت پر یہ دھبہ لگایا ہے۔ تمہارے نزدیک وہ فعل خدا کی نگاہ میں اتنا معزز نہیں تھا کہ اس کی پیروی کی جائے۔ غرض ہمارے فعل کے نتیجہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر دنیا کی نگاہ میں نعوذ باللہ ایک داغ پیدا ہوتا ہے حقیقتاً تو وہ داغ نہیں ہوتا کیونکہ اس داغ کے ہم ذمہ دار ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذمہ دار نہیں لیکن دنیا کی نگاہ میں ایک داغ پیدا ہوتا ہے۔ دراصل یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس کے نتیجہ میں دنیا کی آنکھ میں ایک دھبہ پیدا ہوتا ہے۔ جب کوئی دنیا دار اپنی اس داغدار آنکھ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے تو وہی دھبہ جو اس کی آنکھ کا ہے آپؐ کی شخصیت پر بھی اُسے نظر آتا ہے جیسے بڑی عمر کے اور بوڑھے لوگ بعض دفعہ یہ کہتے ہیں کہ ہماری نظر دھندلا گئی ہے یعنی ہر چیز ہمیں دھندلی نظر آتی ہے حالانکہ وہ چیز دھندلی نہیں ہوتی بلکہ جو آنکھ دھندلا گئی ہے اسکا اثر اسکے نفس پر یہ پڑا کہ وہ چیز اُسے دھندلی نظر آئی۔ پس ہماری غلطی کے نتیجہ میں یہ نگاہ جس کو ہم نے داغدار کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک داغ دیکھتی ہے۔ گو یہ حقیقت ہے کہ وہ داغ وہاں نہیں ہے بلکہ اس آنکھ میں داغ ہے لیکن اس کا نتیجہ تو اتنا ہی بھیانک اور خطرناک ہے جتنا نعوذ باللہ اس صورت میں ہوتا کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کی نظر کی طرح آپؐ کی شخصیت پر بھی داغ ہوتا۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جس کو ہماری آنکھ داغدار دیکھتی ہے اسکی ہم پیروی کیوں کریں اور قصور ہمارا ہوتا ہے کیونکہ ہم نے اپنی غفلت اور بے توجہی کے نتیجہ میں اور اپنی سُستیوں اور ان وساوس کے نتیجہ میں جو شیطان نے ہمارے دل میں پیدا کئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو چھوڑ دیا، ہم نے آپؐ کے بعض نمونوں کو چھوڑ دیا اور اس طرح پر ہم اس چیز میں کامیاب نہ ہوئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم کریں۔ یہ ایک بڑا نازک معاملہ ہے۔ بڑی اہم ذمہ داری ہے جو ہم پر عائد کی گئی ہے۔

ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے

کہ ہم اپنی زندگیوں کے ہر پہلو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کا حسن و احسان پیدا کرنے کی کوشش کریں تا اس کے نتیجہ میں یہ اندھی دنیا خدا کے فضل سے روشنی حاصل کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو پہچاننے لگے اور اس طرح پر وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حقیقی عزت کا مالک بنایا تھا، جس کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں عزتوں کی تقسیم کے لئے ایک منبع قرار دیا تھا اس کو پہچاننے لگیں اور اس کے طفیل اور اس کے ذریعہ سے اور اس کی قوتِ قدسی کے نتیجہ میں اور اس کے افاضۂ روحانی کے بعد اللہ تعالیٰ کی عزت کو پہچاننے لگیں جو اصل عزتوں کا مالک ہے

غلبۂ اسلام اور ہماری ذمہ داریاں

(مکرم چوہدری نذیر احمد خادم ربوہ)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام امت خیر الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وہ منفرد وجود مسعود ہیں۔ جنہیں یہ شرف نصیب ہوا کہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو آپ کے متعلق یہ ہدایت فرمائی کہ تم میں جو شخص میری امت کے مسیح موعود کا زمانہ پائے وہ اسے میرا اسلام پہنچائے۔

رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے عظیم روحانی فرزند کے نام یہ خصوصی سلام جہاں مسیح محمدیؑ کے عظیم الشان مقام کو ظاہر کرتا ہے۔ وہاں اس سے یہ امر بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسیح موعود کا وجود باجود اسلام کے لئے بے حد مفید وجود ہے۔ اور اسی غلام حضرت خیر الانامؐ کے ذریعہ اسلام کے کلی غلبہ اور عالمگیر اشاعت کی تکمیل مقدر ہے۔ چنانچہ اسی حقیقت کے پیش نظر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ میری امت کی مثال اس بارش کی سی ہے جس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا پہلا حصہ زیادہ اچھا ہے یا آخری حصہ زیادہ اچھا ہے نیز فرمایا کہ وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں خود ہوں اور جس کے آخر میں "مسیح موعود" ہوگا۔

حضرت سرور کائنات منبع جمیع برکاتؐ کے یہ ارشادات اور دوسرے بہت سے فرمودات سے اظہر من الشمس ہے کہ مسیح موعودؑ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کس قدر پیار اور محبت ہے اور یہ کہ اس آخری دور میں اسلام کا تمام ادیان پر غلبہ اور امتِ مسلمہ کی عظمت و شوکت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہی مقدر ہے۔

کتنے خوش نصیب ہیں ہم غلامان محمد عربیؐ کو خدا تعالےٰ نے نہ صرف یہ کہ ہمیں مسیح موعودؑ کا مبارک زمانہ نصیب فرمایا بلکہ آپؑ کو شناخت کرنے اور آپؑ کی جماعت میں شمولیت کی سعادت بھی بخشی —— مسیح محمدی کی جماعت میں شمولیت بلاشبہ ایک عظیم سعادت ہے مگر یہ سعادت ہم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی عائد کرتی ہے —— وہ ذمہ داری اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے مقصد بعثت یعنی اسلام کی عالمگیر اشاعت اور عام ادیان پر اسلام کے غلبہ کی عظیم مہم میں دامے درمے قدمے سخنے بھرپور حصہ لیں اور آپؑ کے خلفاء کی مبارک تحریکات وارشادات پر لبیک کہنے کے لئے ہر دم تیار رہیں۔ کیونکہ خلفائے راشدین کا ہر عمل، ہر کام، ہر پیغام و پروگرام دین متین کی تقویت اور استحکام ہی کے لئے ہوتا ہے ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے چند ایسے ارشادات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن پر عمل غلبۂ اسلام کی مہم کو کامیابی سے سر کرنے کے لئے عہد حاضر کا اہم تقاضا ہے۔ یہ ارشادات ایک طرف ہمیں ان لغویات اور دجالی تحریکات کے بھیانک خطرات سے آگاہ کرتے ہیں جو اسلام کو کمزور کرنے اور نئی نسل کو اسلام سے دور لے جانے والی ہیں اور دوسری طرف ہمیں ان ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو حجت اسلام کو دنیا پر پوری کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

پُرسوز عاجزانہ دعائیں

عہد حاضر کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ ہم اسلام کے غلبہ کے لئے اللہ تعالےٰ کی قدرتوں اور لازوال نصرتوں پر کامل و زندہ یقین رکھتے ہوئے نہایت عاجزانہ اور درد و سوز میں ڈوبی ہوئی دعائیں کریں۔ موجودہ دور میں دعا کی اہمیت و ضرورت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء میں فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض یہ ہے کہ اسلام کی حجت تمام مخالفین اسلام پر پوری ہو جائے اور وہ حقیقی توحید پر سچے دل سے ایمان لا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانوں کا دل سے اعتراف کرتے ہوئے آپؐ پر درود بھیجنے لگ جائیں۔ یہ کام آسان نہیں ہے دنیا اسلام کے حسن اور احسان سے واقف نہیں وہ خدائے واحد و یگانہ اور اس کے مبعوث کردہ افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم سے دور اور بہت دور ہے دنیا نے اپنی پوری طاقت اسلام کو کمزور کرنے کے لئے اسلام کے بالمقابل مجتمع کر رکھی ہے . . . . . ہمارے لئے یہ امر انتہائی ضروری ہے کہ ہم اپنا سب کچھ اللہ اور اس کے دین کی راہ میں قربان کرنے والے ہوں پھر ہمیں یہ احساس ہونا چاہیئے کہ ہم لاشئ محض ہیں ہمارے پاس دنیا کے مقابلہ میں نہ دولت ہے نہ طاقت ہے . . . . اور نہ ہم دنیا کے مقابلہ میں تدبیر کرنے کے قابل ہیں لیکن اپنی بے مائیگی اور بے بضاعتی کے احساس کے ساتھ ہی ہمیں اپنے اس ایمان میں پختہ سے پختہ تر ہونا چاہیئے کہ ہمارے خدا کو سب قدرتیں حاصل ہیں۔ اُس کی مدد اور نصرت سے ہم غلبۂ اسلام کی عظیم ذمہ داری ادا کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں خدائی مدد اور خدائی نصرت کے حصول کا ذریعہ جو خدا نے خود ہمیں بتایا ہے دعا ہے۔ پس ہمیں دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی مدد اور نصرت حاصل کرتے میں دن رات کوشاں رہنا چاہیئے تاکہ ہم غلبۂ اسلام کی ذمہ داری ادا کرنے کے قابل ہو سکیں . . . . فرمایا "آج پھر میں بھائیوں اور بہنوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ دعا اور تدبیر کو کمال تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں تدبیر ہم صرف اس حد تک ہی کر سکتے ہیں جتنے ذرائع ہمیں میسر ہیں۔ مگر دعا بجائے خود ایک تدبیر ہے ہم میں سے ہر شخص یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ اس حد تک دعا کرے اور کرتا چلا جائے کہ اپنے اوپر ایک موت وارد کرے تا اس کی رحمت جوش میں آئے . . . . . دعاؤں پر بہت زور دو، دعا ہی ہماری زندگی کا ہماری کوشش اور ہماری جد و جہد کا سہارا ہے۔ اگر تم مقدور بھر کوشش اور دردمندانہ دعاؤں کے ذریعہ اپنے رب کی رضا کو پالوگے، اُس کی خوشنودی اور محبت کو حاصل کر لوگے تو دنیا کی کوئی طاقت غلبۂ اسلام کے ظہور کو نہیں روک سکتی۔ پس انتہائی قربانیاں پیش کرو اور دعا کو اس کے کمال تک پہنچاؤ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض بہ تمام و کمال پوری ہو" ایک اور موقع پر حضور نے فرمایا "مخالفین کے مقابلے میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں جو (معجزات اور نشانات و دلائل کے علاوہ - ناقل) تیسرا ہتھیار دیا ہے۔ وہ دعا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اس شعر میں اسی طرف اشارہ ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں

نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں" (الفضل ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے عاجزی و انکسار اور درد مند دل اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ اپنے رب قدیر و مقتدر کے آستانہ پر گر کر اس کی رحمت کو جوش میں لانا چاہیئے۔ تاکہ ہمارے آقا و مولیٰ محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہماری زندگیوں میں ہی ساری دنیا اور سارے مذاہب پر غالب آجائے۔ آمین

انصار اللہ توجہ فرمائیں

تحریک جدید کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

"ہمیں تحریک جدید کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانا چاہیئے تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق حق و صداقت کے ایک مینار سے ہے اور مینار جتنا بلند ہو اتنی ہی اس کی روشنی پھیلتی ہے۔"

ہمارے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس کار خیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انصار اللہ کو خصوصیت سے خطاب فرمایا ہے۔ لہٰذا حضور انور کے مذکورہ بالا ارشاد کی روشنی میں تحریک جدید کے مالی جہاد کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے اپنی پوری جدوجہد فرمائیں۔

(قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

معاصرین سے

فرقہ بندی کا دنگل — غیر جانبدار کی نظر میں

میں نے جہاں تک فرقہ بندی کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مختلف فرقوں کے پیدا کرنے میں ان کے مخالفوں کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔ جو شخص آج بھی بغدادی کی کتاب الفرق بین الفرق اور شہرستانی کی کتاب ملل و النحل کا گہرا مطالعہ کرے گا وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچے گا جس پر میں پہنچا ہوں۔ یہ مصیبت پہلے بھی تھی اور آج بھی ہے کہ مدعی کے دعوے کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس کے دعوے کو جھٹلا کر اس کی طرف اس کی مرضی کے خلاف کچھ باتیں منسوب کر دی جاتی ہیں۔ اور پھر ان پر سوال و جواب کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے۔ مدعی ہزار چلائے کہ بھائی جو الزام تم لگاتے ہو میں اس کا قائل نہیں مگر اس کی کوئی نہیں سنتا۔ مخالف کو اصرار ہے کہ اس نے جو الزام لگایا ہے وہی صحیح ہے اور انکار ناقابل تسلیم مُدّعی دم بخود ہے کہ کیا کرے وہ قسمیں کھاتا ہے۔ خدا کو گواہ کرتا ہے غلط الزام پر لعنت بھیجتا ہے مگر مخالف پر ذرا اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے حریف کے منہ سے وہی بات کہلوانا چاہتا ہے جسے وہ خود نہیں مانتا صرف اس لئے کہ چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ قائم رہے، اور دوسرے کی تکفیر اور مخالفت کے لئے بہانہ مل جائے۔

سُنتا ہے کہ مظلوم کی مصیبت کو مظلوم خوب سمجھتا ہے۔ مگر یہاں مظلوم بھی ظلم کرنے پر آمادہ رہتا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ اس کے مخالفوں نے بھی اس کی باتوں کو جھٹلا کر اس کی طرف اپنی جانب سے غلط باتیں منسوب کی ہیں۔

ایک شخص لکھتا ہے کہ میں ختم نبوت کا مُنکر نہیں اور جو انکار کرے اسے کافر سمجھتا ہوں مگر مخالف لکھتا ہے کہ نہیں تُو ضرور ختم نبوت کا منکر ہے اور چونکہ منکر ہے اس لئے کافر ہے۔ اب وہ شخص قسمیں کھا کر اطمینان دلانا چاہتا ہے مگر مخالف کی زبان نہیں رُکتی اور وہ اتنا بھی نہیں سوچتا کہ میں خود ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اگر مخالف بھی اس کا اقرار کرتا ہے تو وہ بات اس کے منہ سے کیوں کہلوائی جائے جسے میں خود نہیں مانتا مگر دل نہیں کہتا ہے کہ جس کو تُو عقیدے کو میں نہیں مانتا تو ضرور مانتا ہے، تو نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے فلاں اشتہار میں یہ اقرار کیا ہے، فلاں موقع پر تو نے خود یہ کہا تھا گویا مخالف ہی کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے حریف کے قول اور عقیدہ کی تشریح کرے۔ وہ اگر اپنے قول کی آپ تشریح کر کے معاملہ کو ختم کرنا چاہتا ہے تو وہ منظور نہیں۔

حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ پر بھی یہی الزام لگایا گیا کہ حضرت نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں حضور کے خاتم النبیینؐ ہونے سے انکار کیا ہے علماء دیوبند نے بار بار اس کتاب سے ثابت کیا ہے کہ حضور ہر جہت سے خاتم النبیینؐ ہیں اور اس عقیدہ کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں مگر چونکہ ہر مخالف نے قائل کے قول کی تشریح کرنے کا حق خود ہی حاصل کر لیا ہے اس لئے علماء دیوبند کی تشریحات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور مخالف حضرت کی تکفیر سے آج تک باز نہ آ سکا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جب پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا شور بلند ہوا تو وہاں بڑے بڑے پوسٹروں کے ذریعہ حکومت کو توجہ دلائی گئی کہ دیوبندی اور اہل حدیث بھی ختم نبوت کے منکر ہیں اس لئے انہیں بھی اقلیت قرار دیا جائے وہ تو یوں کہو علماء دیوبند میں ضد پیدا نہیں ہوئی۔ اگر وہ وہ بھی کسی فرقہ کے بانی ہوتے تو مخالفوں سے تنگ آ کر وہی بات کہنے لگتے جو حریف کہلوانا چاہتا ہے

میری تحقیق یہ ہے کہ اگر ہر زمانہ میں قائل کو اپنے قول کی تشریح کرنے کا حق دیا جاتا تو اس کی طرف وہ باتیں منسوب نہ کی جاتیں جن سے وہ خود انکار کرتا ہے اور یہ بات اصولاً اور عملاً تسلیم کر لی جاتی کہ قول وہی مانا جائے گا جس کا اقرار خود مدعی کرے تو شاید اسلامی فرقوں کی تعداد زیادہ نہ ہوتی۔ آخر اس صاف اور صریح بات کے ماننے میں تامل کیوں ہے؟ کہ قائل کا قول ہی قابل قبول ہوتا ہے اگر وہ اپنے قول کی آپ تشریح کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے نہ مانا جائے۔

میں اپنی بات کو ایک مثال سے واضح کرنا چاہتا ہوں۔ جماعت اسلامی پاکستان کے امیر مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے لاہور کے ایک جلسہ میں حجیت حدیث پر تقریر کی جو اخبارات میں چھپی مگر جماعت اہل حدیث کے ایک اخبار نے شکایت کی کہ مودودی صاحب نے اپنی تقریر میں بخاری شریف کی توہین کی ہے اور یہ کہا ہے کہ کوئی شریف آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ بخاری کی تمام مرویات صحیح ہیں یا ہمیں ان کو جانچنے کا کوئی حق نہیں۔

اس پر جماعت اسلامی کے اخبارات نے لکھا کہ مودودی صاحب نے بخاری کے بارہ میں کوئی ایسی بات نہیں کہی۔ چلو قصہ ختم ہوا جماعت اہل حدیث کے ترجمان کو چاہیئے تھا کہ وہ اس انکار کو تسلیم کر کے معاملہ فوراً ختم کر دیتا اور دل کو سمجھا لیتا کہ مودودی صاحب نے بخاری کے متعلق قابل اعتراض باتیں ضرور کہیں مگر جب وہ خود انکار کرتے ہیں تو فھو المراد یہ اچھا ہی ہوا کہ انہوں نے اپنی غلطی پر اصرار نہیں کیا۔ اب ہمیں کیا غرض پڑی ہے کہ ان سے اقرار کرا کے فتنہ کا دروازہ کھولیں اور ناگوار باتیں زیر بحث آئیں۔ انہوں نے کچھ کہا یا نہ کہا مگر انکار کرنے کے بعد تو انہیں بھی دوبارہ غلطی کی جرأت نہ ہوگی اور وہ ہر موقع پر اپنے انکار کو ملحوظ رکھیں گے۔

مگر اہل حدیث کے ترجمان نے مودودی صاحب کا ایسا پیچھا کیا کہ بخاری کی صحت اور عدم صحت ایک مستقل اور تاریخی بحث بن گئی اور اس بارے میں سلف کے وہ اقوال پیش کئے گئے جو اس سے پہلے کبھی نہ سُنے گئے تھے یعنی جب اصرار ہوا تو جماعت اسلامی کے اخبارات اور اہل قلم نے اپنا رخ بدلا جس کا مطلب یہ تھا کہ مودودی صاحب نے تو بخاری کے بارے میں وہ باتیں نہیں کہیں جو ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں لیکن اب ہم کہتے ہیں کہ واقعی بخاری کی تمام حدیثیں صحیح نہیں ہیں اور ہمیں انہیں پرکھنے اور جانچنے کا پورا حق حاصل ہے چنانچہ اس صورت حالات سے متاثر ہو کر اہل حدیث کے ترجمان کو اقرار کرنا پڑا کہ صحیح بخاری کے متعلق مولانا مودودی کے اظہار خیال کے بعد جماعت اسلامی کے بعض مضمون نگاروں کو امام بخاری اور صحیح بخاری کے بارے میں کچھ کدسی ہو گئی ہے۔ ان میں سے اکثر نے تو یہ مشغلہ ہی اختیار کر لیا ہے کہ جب کچھ لکھنے بیٹھے پھر پھر کر اسی موضوع پر آ گئے اور اس وقت تک بات مکمل نہ ہوئی جب تک کہ امام بخاری اور ان کی صحیح کو طنز و تعریض کا نشانہ نہ بنا لیا۔ (الاعتصام ۱۶ ستمبر ۱۹۵۵ء)

مگر جماعت اسلامی نے یہ روش اختیار کیوں کی؟ صرف اس لئے کہ ایک بات ان کے منہ سے زبردستی اگلوائی گئی۔ ان کے انکار پر صبر نہ آیا اور اُن کے اقوال کی تشریح میں ان ہی کی بات معتبر نہ مانی گئی۔ اگر شروع میں خاموشی اختیار کر لی جاتی تو بخاری پر تنقید کا ناگوار سلسلہ شروع نہ ہوتا۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اب جماعت اسلامی پاکستان بھی بخاری اور اس کی مرویات کے بارے میں حد سے تجاوز کر گئی ہے جس پر طلوع اسلام والوں نے بھی اطمینان کا سانس لیا ہے مگر رنج کس بات کا اور شکایت کس لئے؟

اہل حدیث کا ترجمان جو بات اپنے حریف سے تسلیم کروانا چاہتا تھا وہ اس نے قبول کر لی۔

کاش اب بھی یہ اصول تسلیم کر لیا جائے کہ قائل کا اپنا قول ہی معتبر ہوگا اور اس کا انکار یا اقرار ہی مدار بحث قرار پائیگا اگر اس معیار اور اصول کو سختی اور پابندی سے اختیار کیا جائے تو یقین جانیئے کہ ۹۰ فیصدی جھگڑے ابھی ختم ہو سکتے ہیں۔

(وفاق زمانہ ستمبر ۱۹۷۳ء)

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک سنہری موقعہ

خدا تعالےٰ کے فضل سے ہم اس جماعت سے تعلق رکھنے والے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہے لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ دنیوی کام مرکز، منعقد ہونے والے مبارک اجتماعوں کی شمولیت میں حائل ہو سکیں۔

(نائب قائد عمومی)

سیالکوٹ شہر میں قاعدہ یسرنا القرآن حمید میڈیکل سٹور سے خرید فرماویں

تحریک جدید کا سال رواں اور وصولی

تحریک جدید کا سال رواں چند دنوں تک اختتام پذیر ہو رہا ہے اس سال ۰۰۰۰ ۶۱/- (چھ لاکھ دس ہزار روپے) کا بجٹ ہے جو جماعتوں نے ادا کرنا ہے ابھی تک صرف ۰۰۰۰ ۳۷/- روپے وصول ہوئے ہیں گویا ۰۰۰ ۲۴/- روپے ابھی جماعتوں کے ذمہ ہیں۔ پس اپنے فرض کو سمجھتے ہوئے تمام جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے وعدوں کی رقوم ۳۱ اکتوبر سے پہلے سو فی صدی ادا کر دیں اور خدا تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کر کے اسکے فضلوں کے وارث بنیں۔

احمدی اٹھ کہ وقت خدمت ہے
یاد کرتا ہے تجھ کو رب عباد (کلام محمود)

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

اعلان گمشدہ رسید بک خدام الاحمدیہ

قائد خدام الاحمدیہ کرم پورہ وار برٹن نے اطلاع دی ہے کہ ان کی رسید بک ۷۶۸۳ گم ہو گئی ہے۔ تمام خدام اور قائدین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس رسید بک پر کسی قسم کی ادائیگی نہ کریں۔ نیز اگر اس رسید بک کے بارے میں کوئی علم ہو تو قائد مجلس کرم پورہ وار برٹن یا براہ راست مرکز کو اطلاع دیں۔

مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

درخواستہائے دعا

۱۔ میری والدہ صاحبہ عرصہ دو سال سے بیمار ہیں پچھلے دماغ کا اپریشن بھی کروایا تھا۔ لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ والدہ محترمہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے نیز میرے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یورپ میں اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا کرے آمین

(محمد جمیل کوپن ہیگن۔ ڈنمارک)

۲۔ جگر اور انتڑیوں کی تشویشناک بیماری کی وجہ سے خاکسار صاحب فراش ہے احباب جماعت سے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ڈاکٹر قیس مینائی طبیب فاضل ۳۲۱ A کراچی ۳)

۳۔ خاکسار کے لڑکے خواجہ مبشر احمد نے اس سال بی اے کا امتحان دیا ہے۔ کامیابی کے لئے تمام احباب جماعت دعا فرمادیں۔ اور میں دل کی تکلیف سے کچھ عرصہ سے بیمار رہتا ہوں۔ احباب میری کامل صحت کیلئے دعا فرمادیں اور کاروبار کی ترقی کے لئے دعا فرمادیں نیز میری والدہ اور اہلیہ کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

(خواجہ محمد احمد غلہ منڈی جڑانوالہ)

۴۔ خاکسار کا لڑکا اور لڑکی بوجہ پھنسیاں بیمار ہیں۔ علاج کے باوجود آرام نہیں آرہا۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(چوہدری محمد عبداللہ خان کراچی)

۵۔ میری والدہ صاحبہ کی آنکھوں کا اپریشن ہوا ہے۔ اپریشن بظاہر کامیاب ہوا ہے احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمادیں۔ (میاں عبدالحی صراف سیالکوٹ شہر)

۶۔ خاکسار کے والد بزرگوار محترم ملک سوندھا خان صاحب طویل عرصہ سے بیمار ہیں جملہ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ (صوبیدار محمد اقبال ملک پچنند حالی میانوالی)

گمشدہ طلائی بندے

شہیدوں کے قبرستان سے طلائی بندے کی جھوٹی جھمکی ملی ہے۔ نشانی بتا کر قیادت عمومی انصار اللہ مرکزیہ سے لی جا سکتی ہے۔ (نائب قائد عمومی)

هو الشافی

بواسیر

(ہر قسم)

علاج خوراک واحد

نہایت سہل - زود اثر - مجرّب

قیمت دس روپے محصولڈاک علاوہ

شرکت فارانی ۔ بھیرہ (ضلع سرگودہا)

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

بہترین انعامات کیلئے

درثمین اردو ۵۰/ ۱ مجلد - /۲ روپے

کلام محمود دہر دو حصہ ۵۰/ ۲ مجلد - /۳

دعائیہ سیٹ مجلدہ ۲۵/ ۲ روپے حاضر ہیں

یامین بکڈپو۔ گولبازار۔ ربوہ

کرایہ کیلئے

دارالصدر غربی (ب) میں واقع ایک وسیع اور کشادہ کوٹھی کو کرایہ پر دینا مقصود ہے۔ کوٹھی میں چار کمرے دو برآمدے سٹور۔ کچن وغیرہ کے علاوہ ہر کمرہ کے ساتھ غسلخانہ موجود ہے۔ کرایہ مناسب ہوگا۔

المشتہر لدھیانہ ناصر احمد مکان ۱۶/۸ دارالصدر غربی ربوہ

مرغی خانہ

کھولنے کیلئے ہماری وائٹ لیگہارن مرغی جس کی سالانہ اوسط ۲۵۰ انڈے سے زائد ہے۔ کے چوزے خرید فرمادیں۔ ریٹ

(۱) یکروزہ چوزے (مکس) (۱x۲) /۱۵۰ روپے سینکڑہ

(۲) یکروزہ پٹھیاں ۹۰٪ /۳۰۰ روپے سینکڑہ

(۳) یکروزہ مرغے /۳۱ روپے سینکڑہ

منیجر خلیل پولٹری فارم ربوہ

هو الشافی

ہر قسم کی کمزوری کیلئے مقویات - TONICS

جنرل ٹانک :- دماغی۔ اعصابی کمزوری۔ کاروباری یا گھریلو تفکرات میں مبتلا لوگوں کے لئے اکسیر ہے /۱ اور ۲/۲۵ روپے

سپیشل ٹانک :- جسمانی کمزوری۔ کمی خون۔ کانوں میں شائیں شائیں وغیرہ اس ٹانک سے چند دنوں میں دور ہو جاتی ہے /۵ اور ۲/۲۵

برین ٹانک دماغی تھکاوٹ، حافظہ کی کمزوری کے لئے /۳

سپیشل کورس :- مردوں کی ہر قسم کی کمزوری کا علاج /۱۰ روپے

ری جووی نیٹنگ کورس :- بھرپور جوانی واپس لانے کے لئے طاقت اور قوت کا شہزادہ قیمت /۳۰ روپے صرف

پیشکردہ کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۲۰ کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائد اعظم لاہور

تقسیم کنندگان :- ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار - ربوہ

اچھوتے اور بے مثل ڈیزائنوں میں بیاہ شادی کیلئے سونے کے

جڑاؤ و سادہ سیٹ

چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ

فرحت علی جیولرز کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور فون ۲۶۲۳۳

تریاق اٹھرا اٹھرا کے علاج کیلئے کورس پندرہ روپے نور نظر اولاد نرینہ کیلئے کورس پچیس روپے خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ (فون نمبر ۳۸)

سرمہ ممیرا خاص ککرے - دھند - جالا - پانی بہنا - آنکھوں کی سرخی جھپروں کی خارش کا دشمن قیمت ۳ماشہ ایک روپیہ
بیوٹی لوشن موسم سرما کا خاص تحفہ - کیل چھائیاں اور چہرہ کے بد نما داغ دور کرنے میں یکساں مفید قیمت فی شیشی -/۱ روپیہ
دواخانہ خدمتِ خلق ربوہ

نمائندہ "الفضل" سے تعاون کرنیوالے احباب

اخبار "الفضل" کے ذریعہ احباب جماعت کو مرکز سلسلہ کی خبروں کے علاوہ بیرون ملکوں کے مشنوں کی ایمان افروز تبلیغی رپورٹیں - علمائے سلسلہ اور دیگر اہل قلم اصحاب کے تربیتی - روحانی اور علمی بیش قیمت مضامین ملتے ہیں بایں وجہ "الفضل" کی افادیت سے کسی احمدی بھائی اور بہن کو انکار نہیں ہے لہذا احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ توسیع اشاعت الفضل کے سلسلہ میں کما حقہٗ سعی فرمائیں تا "الفضل" کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو سکے ہمیں یہ امر معلوم کر کے انتہائی خوشی ہوئی ہے کہ محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔اے ناظر بیت المال آمد صدر انجمن احمدیہ ان دنوں جس جس مقام پر بھی بغرض دورہ تشریف لے گئے ہیں انہوں نے وہاں پر احباب جماعت کو "الفضل" کی مزید خریداری کی طرف بھی مناسب رنگ میں تحریک فرمائی ہے - علاوہ ازیں نمائندہ الفضل مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی کی آمدہ رپورٹ سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ خاص طور پر ذیل کے احباب نے توسیع اشاعت "الفضل" کے بارے میں ہمارے نمائندہ سے پورا پورا تعاون فرمایا ہے لطور شکریہ ہم ان دوستوں کے نام درج کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان مخلص احباب کو خدمت دین کی پہلے سے بھی بڑھ کر توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

(۱) - مکرم کیپٹن ڈاکٹر اقبال احمد خانصاحب مظفر گڑھ شہر
(۲) " چوہدری نور محمد صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی
(۳) " چوہدری عبدالعزیز صاحب علی پور ضلع مظفر گڑھ
(۴) " مکرم چوہدری غلام محمد صاحب چیچہ امیر جماعتہائے ضلع رحیم یار خاں
(۵) " آغا سیف اللہ صاحب مربی سلسلہ (۶) مکرم مرزا افضال النور صاحب قائد ضلع
(۷) " شمس الحق صاحب متعلم بی۔اے
۸ " حکیم غلام رسول صاحب معلم وقف جدید ڈھنڈی

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

دواخانہ خدمتِ خلق

مسائل نماز سے واقفیت

حاصل کرنے کے لئے نظارت اصلاح وارشاد کی منظور کردہ اور سب کی پسندیدہ **نماز مترجم** شائع کردہ "مکتبہ فیض عام ربوہ" منگوا کر اپنے بچوں کی تربیت فرمائیں نیز آسان طرز کتابت پر تیار کردہ پہلے پانچ پارے بھی مل سکتے ہیں۔

مکتبہ فیض عام   ربوہ

انصار اللہ کے بابرکت مرکزی اجتماع میں شمولیت کیلئے خود بھی تشریف لائیں اور دوستوں کو بھی ہمراہ لانے کی کوشش کریں

تبلیغی و علمی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

جس میں قرآنی حقائق بیان کرنے کے علاوہ پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات دیئے جاتے ہیں غیر احمدی علماء کے اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے جس کے ایڈیٹر مولانا ابوالعطاء صاحب ہیں۔ سالانہ چندہ صرف سات روپے

مینیجر

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی پڑھائیں

سالانہ چندہ صرف -/۲ روپے

مینیجر

حبِّ اطہرا رجسٹرڈ

مرض اٹھرا کی شہرہ آفاق دوا
مکمل کورس گیارہ تولے -/۲۵ روپے
فی تولہ -/۲ روپے

حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ
فون ۴۴۸۴ گوجرانوالہ
بالمقابل ایوان محمود ربوہ

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ

کا تیار کردہ

سرمہ نور و نورانی کاجل

و دیگر

مجربات

افضل برادرز گولبازار ربوہ سے مل سکتے ہیں

سرگودہا سے لاہور - عوامی ٹرانسپورٹ کی عوامی ایکسپریس بسیں

نمبر شمار	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
سرگودہا سے لاہور	۳-۴۵ صبح	۵-۰۰	۶-۰۰	۸-۱۵	۹-۱۵	۱۰-۰۰	۱۱-۰۰	۱۱-۴۵	۲-۴۵ سہ پہر	۳-۴۵	۴-۴۵
لاہور سے سرگودہا	۳-۴۰ صبح	۵-۲۰	۷-۴۰	۸-۳۰	۱۱-۲۰	۱۱-۴۰	۲-۲۰	۳-۲۰	۳-۴۰	۶-۰۰	۸-۳۰ رات

بیوپاری حضرات کی سہولت کے لئے لاہور سے آخری ٹائم ۸-۳۰ بجے چلایا گیا ہے - نئی گاڑیاں تجربہ کار سٹاف آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے (مینیجر ایم اے ظفر)

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی - دیار - کیل - پڑتل - چیل کافی تعداد میں موجود ہے - ضرورتمند احباب ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں

لائل پور ٹمبر سٹور راجباہ روڈ لائلپور فون ۳۸۰۸

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور گنپت روڈ لاہور کو یاد رکھیں

ریڈیو اور لاؤڈ سپیکر

آسان قسطوں پر

محمود ریڈیو اینڈ ٹیلیویژن کمپنی ۲۱ ہال روڈ لاہور

حبوب مفید اٹھرا مرض اٹھرا کا شافی علاج قیمت مکمل کورس بیس روپے ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ فون ۳۸ گول کچہری بازار لائل پور فون نمبر ۲۰۵۵

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

(۱) گزشتہ ہفتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کی حرم محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی، الحمد للہ۔ احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحت و عافیت کے لئے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں۔

(۲) حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی آجکل پشاور میں قیام فرما ہیں۔ طبیعت کمزور چلی آ رہی ہے۔ احبابِ جماعت کے خطوط حضرت سیدہ کو موصول ہوتے رہتے ہیں۔ آپ خطوط ارسال کرنے والے سب بھائیوں اور بہنوں کو دعاؤں میں یاد رکھتی ہیں لیکن کمزوری کے باعث جواب نہیں دے سکتیں۔

حضرت سیدہ کا وجود شعائر اللہ میں سے ہے۔ احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بہت برکت ڈالے۔ آمین۔

(۳) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۹۔ اخاء کو مسجد مبارک میں نماز جمعہ پڑھائی۔ نماز سے قبل حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے احبابِ جماعت کو غلبۂ اسلام کی خاطر انتہائی قربانیاں کرنے اور دلی تڑپ کے ساتھ درد و سوز میں ڈوبی ہوئی دعائیں کرنے کی پُر زور تلقین فرمائی۔ حضور نے خطبہ کے آغاز میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درد و سوز میں ڈوبی ہوئی بعض نہایت ہی پُر اثر دعائیں پڑھ کر سُنائیں اور پھر اُن دعاؤں کی روشنی میں واضح فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی بعثت کی غرض یہ ہے کہ اسلام کی حجت تمام مخالفینِ اسلام پر پوری ہو جائے اور وہ حقیقی توحید پر سچے دل سے ایمان لا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانوں کا دل سے اعتراف کرتے ہوئے آپ پر درود بھیجنے لگ جائیں۔ یہ امر انتہائی ضروری ہے کہ ہم اپنا سب کچھ اللہ اور اسکے دین کی راہ میں قربان کرنے والے ہوں۔ پھر ہمیں یہ احساس ہونا چاہئیے کہ ہم لاشئی محض ہیں۔ لیکن اپنی بے مائیگی اور بے بضاعتی کے احساس کے ساتھ ہی ہمیں اپنے اِس ایمان میں پختہ سے پختہ تر ہونا چاہئیے کہ ہمارے خدا کو سب قدرتیں حاصل ہیں۔ اسی کی مدد اور نصرت سے ہم غلبۂ اسلام کی عظیم ذمہ داری ادا کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ خدائی مدد اور خدائی نصرت کے حصول کا ذریعہ جو خدا نے خود ہمیں بتایا ہے دعا ہے۔ پس ہمیں دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل کرنے میں دن رات کوشاں رہنا چاہئیے تاکہ ہم غلبۂ اسلام کی ذمہ داری ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔

(۴) جہلم سے بذریعہ ڈاک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کی طبیعت پچھلے دنوں پھر ناساز ہو گئی تھی۔ اکتوبر کے آخر میں پتہ کا اپریشن ہونیوالا ہے۔ احبابِ جماعت دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور دین و دنیا میں آپ کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

(۵) انشاء اللہ العزیز ۳۰ر اخاء (اکتوبر) بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں مجلس ارشاد مرکزیہ کا اجلاس ہوگا۔ اِس اجلاس میں مکرم مولوی نصیر احمد خان صاحب مبشرِ اسلام اور مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن علی الترتیب مندرجہ ذیل عنوانوں پر تقریر فرمائیں گے:-

(۱) اسلام کے روزہ کی فضیلت

(۲) الہام "الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم"

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن)

(۶) مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے پروگرام میں کچھ وقت "ذکرِ حبیب علیہ السلام" کے لئے رکھا گیا ہے۔ جو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِس پروگرام میں حصہ لینا چاہیں وہ قابلِ ذکر باتوں کو قلمبند کر کے ۲۲۔ اکتوبر تک خاکسار کو بھجوا دیں۔ کوشش یہ کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ وہ امور بیان کئے جائیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت یا شمائل پر روشنی پڑتی ہو اور ذاتی امور کا ذکر صرف اِس حد تک ہو کہ جو ناگزیر ہو۔ جو صحابہ کرام اجتماع پر تشریف نہ لا سکتے ہوں وہ اپنا بیان لکھ کر بھجوا دیں وہ سُنا دیا جائے گا۔ تحریر صاف ہونی چاہئیے تاکہ پڑھنے میں دِقت نہ ہو۔ وقت کے لحاظ سے جن صحابہ کی تقریر ہو سکے گی ان کو اجتماع سے قبل مطلع کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

(۷) جو ڈاکٹر صاحبان سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ و انصار اللہ پر ربوہ تشریف لائیں وہ دفتر مجلس نصرت جہاں (احاطہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری) سے رابطہ پیدا کریں۔ دفتر کا وقت صبح سات بجے سے ایک بجے دوپہر تک ہے۔

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں)

تبصرہ:-

یاد رکھنے کی باتیں

• ضخامت: ۲۶ صفحات • سائز: ۲۰×۳۰/۱۶
• قیمت فی نسخہ: ۴۰ پیسے • شائع کردہ: مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

زیرِ نظر نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب کتابچہ مجلسِ خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں بچوں اور بچیوں کے لئے شائع کیا ہے۔ مجلس اطفال الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۶۹ء کے موقع پر حضور ایدہ اللہ نے اِس طرف توجہ دلائی تھی کہ بچپن کی عمر حافظ کی عمر ہوتی ہے بچے جو بات بھی یاد کرنا چاہیں بڑی آسانی سے یاد کر سکتے ہیں۔ اِس لئے بچوں کو دین کی بنیادی باتیں اور دلائل زبانی یاد کروا دینے چاہئیں تا جب وہ بڑے ہوں تو اُس قیمتی خزانے سے جو ان کے ذہنوں میں محفوظ ہوگا فائدہ اُٹھا سکیں۔

زیرِ نظر کتابچہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات۔ اسلام کی حقیقت۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات۔ اور ختمِ نبوت کی حقیقت کے متعلق بنیادی دلائل ترتیب وار پیش کئے گئے ہیں۔ کتابچہ تمام تر قرآن مجید کی آیات، احادیثِ نبویؐ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور بزرگانِ سلف کے اقوال پر مشتمل ہے۔ اور انہیں اِس رنگ میں پیش کیا گیا ہے کہ بچے انہیں باآسانی زبانی یاد کر سکتے ہیں۔

قیمتی کاغذ، بلاک پرنٹنگ اور نہایت خوبصورت ٹائٹل کی مدد سے کتابچہ کو دیدہ زیب بنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی گئی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بچوں کے لئے ایسا مفید دلچسپ اور دیدہ زیب کتابچہ شائع کرنے پر مبارکباد کی مستحق ہے۔ ہر احمدی بچے اور بچی کو یہ کتابچہ اوّلین فرصت میں حاصل کر کے اسے ازبر کر لینا چاہئیے تاکہ وہ بنیادی دلائل ان کے ذہن نشین ہو سکیں اور اِس طرح دلائل کا ایک قیمتی خزانہ اس ننھی عمر میں ہی ان کے ذہنوں میں محفوظ ہو سکے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی بچے اور بچی کو حضور ایدہ اللہ کے ارشاد پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اِس کتابچہ سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔